زیرِ تفسیر آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا گیا، تو انہیں شکرِ الٰہی بجا لانے کی تلقین فرمائی گئی۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے اوپر جب پہاڑ کو اٹھایا گیا، تب ان پر بھی یقین کی کیفیت تھی۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر بھی جب عذاب آنے لگا اور انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا، تو انہیں اپنے مرنے پر یقین آیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ نہ صرف مکلّف رہے؛ بلکہ ان پر ذمہ داری بڑھ گئی۔ [تفسير القرطبي مع الزيادة و التصرف]

فائدہ نمبر۷: آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اور مذکورہ قصے کی حکمتِ الٰہیہ بھی شکر کی بجا آوری ہے۔ [تفسير ابن العثيمين]

اقوالِ زریں

۞ انسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے: خوف، امید اور محبت
"خوفِ الٰہی" گناہ سے بچاتا ہے۔ "امید" اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ اور "محبت" میں محبوب کی رضا کو دیکھنا پڑتا ہے۔

۞ "علم" ایک بیکراں سمندر کی مانند ہے۔ اور طالبِ علم اسی سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے۔ مخلص طالب علم اگر ہزاروں سال بھی زندہ رہے تب بھی اس کا علم سے جی نہ بھرے گا۔

۞ ہر روز اپنا منہ آئینہ میں دیکھا کرو اور دعا مانگا کرو: "اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ"، پھر اگر شکل وصورت بہت اچھی نہ لگے تو برے کام نہ کرو، تاکہ دو برائیاں جمع نہ ہوں۔ اور اگر صورت اچھی ہو، تو اسے برا کام کر کے خراب نہ کرو۔

۞ اسلاف کو بھول جانے والا اس چشمے کی طرح ہے جس کا کوئی دہانہ نہ ہو، اور اس درخت کی مانند ہے جس کی کوئی جڑ نہ ہو۔

۞ اچھی کتاب دماغ کے لیے اتنی ضروری ہے جتنی جسم کے لیے غذا۔

۞ بزدلی اصل میں یہ ہے کہ حق کے لیے آواز نہ اٹھائیں۔

مرسلہ: سعید بلغاری

درس حدیث قسط:6 عبدالوہاب خان

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت

آخرت میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت کا پانچواں مظاہرہ: پل صراط پر شفاعت

عن أبي سعيد الخدری ﷺ أن ناساً قالوا يا رسول الله ﷺ! هل نرىٰ ربَّنا يومَ القيامة؟ قال رسولُ اللهِ ﷺ: "نعم" قالَ "هلْ تضارونَ فی رؤيةِ الشمسِ صحوًا بالظهيرةِ ليسَ معَها سحابٌ؟ وهل تضارونَ فی رؤيةِ القمرِ ليلةَ البدرِ صحوًا ليسَ فيها سحابٌ ؟! قالوا: لا، يا رسولَ اللهِ! قال: "مَا تضارونَ فی رؤيةِ اللّٰهِ تبارکَ وتعالىٰ يومَ القيامةِ إلا كما تضارونَ فی رؤيةِ أحدِهما.

إذا كانَ يومُ القيامةِ أذنَ مؤذنٌ "ليتبعْ كلُّ أمةٍ ما كانتْ تعبدُ." فلا يبقىٰ أحدٌ كانَ يعبدُ غيرَ اللهِ سبحانه مِن الأصنامِ والأنصابِ إلا يتساقطونَ فِی النارِ، حتىٰ إذا لم يبقَ إلا مَن كانَ يعبدُ اللهَ مِن برّ وفاجرٍ وغبرِ أهلِ الكتابِ فيدعىٰ اليهودُ فيقالُ لهم "ماكنتم تعبدونَ؟" قالوا: كنا نعبدُ عزيرَ ابنَ اللهِ. فيقال "كذبتم، ما اتخذَ اللهُ مِن صاحبةٍ ولا ولدٍ، فما ذا تبغونَ؟" قالوا: عطشْنا يا ربَّنا فاسقِنا، فيُشارُ إليهم: ألا تردونَ ؟! فيُحشرونَ إلى النارِ كأنَّها سرابٌ يحطمُ بعضُها بعضاً، فيتساقطونَ فی النارِ. ثم يُدعى النصارىٰ فيقال لهم "ما كنتم تعبدونَ؟" قالوا: كنا نعبدُ المسيحَ ابنَ اللهِ. فيقالُ لهم "كذبتم، ما اتخذ اللهُ مِن صاحبةٍ ولا ولدٍ." فيقال لهم "ما ذا تبغونَ؟" فيقولونَ: عطِشنا يا ربَّنا فاسقِنا. قال ﷺ "فيشارُ إليهم: ألا تردونَ؟" فيُحشرونَ إلى النارِ كأنها سرابٌ يحطمُ بعضُها بعضاً، فيتساقطونَ فی النارِ. حتى إذا لم يبقَ إلا مَن كان يعبدُ اللهَ تعالىٰ مِن برّ وفاجرٍ أتاهم ربُّ العالمينَ سبحانه وتعالىٰ فی أدنىٰ صورةٍ مِن التی رأوه فيها. قال "فما تنظرون؟ تتبع كلُّ أمةٍ ماكانت تعبدُ." قالوا: يا ربَّنا فارقْنا الناسَ فی الدنيا أفقرَ ما كنا إليهم ولم نصاحبْهم. فيقول "أنا ربكم." فيقولونَ: نعوذُ باللهِ منک، لا نشركُ باللهِ شيئًا- مرتينِ أو ثلاثًا- حتى إنَّ بعضَهم ليكادُ أن ينقلبَ، فيقول "هل بينَكمْ وبينَه آيةٌ فتعرفونَه بها؟" فيقولون: نعم. فيُكشفُ عن ساقٍ، فلا يبقى مَن كان يسجدُ للهِ مِن تلقاءِ نفسِه إلا أذنَ اللهُ له بالسجودِ، ولا يبقى مَن كانَ

يسجدُ اتقاءً ورياءً إلا جعلَ اللهُ ظهرَه طبقةً واحدةً، كلَّما أرادَ أن يسجدَ خرَّ على قفاهُ .ثم يرفعونَ رؤوسَهم وقد تحولَ في صورتِه التي رأوه أولَ مرةٍ، فقال "أنا ربُّكم" فيقولونَ: أنتَ ربُّنا. ثم يُضربُ الجسرُ على جهنمَ، وتحلُّ الشفاعةُ، ويقولون "اللّٰهم سلّمْ سلّمْ." قيل: يا رسول اللهِ وما الجسرُ؟ قال:" دحضٌ مزلةٌ فيه خطاطيفُ وكلاليبُ وحسكٌ - تكون بنجدٍ فيها شويكةٌ يقالُ لها سَعْدانُ - فيمرُّ المؤمنونَ كطرفِ العينِ وكالبرقِ وكالريحِ وكالطيرِ وكأجاويدِ الخيلِ والركابِ، فناجٍ مسلمٌ ومخدوشٌ مرسَلٌ ومكدوسٌ في نارِ جهنمَ...... ﴾ | مسلم الإيمان ۳/۲۵-۲۹ ح ۳۰۲ |

"بعض صحابہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا ہم قیامت کے دن اللہ پاک کا دیدار کرسکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بغیر بادل کے صاف موسم میں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ بن جاتے ہو؟ کیا تم لوگ صاف موسم میں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں ایک دوسرے کو ضرر دے سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:" آپ لوگ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں اتنی تکلیف محسوس نہ کریں گے، مگر جتنی ان دونوں کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا" ہر شخص اُس کے پیچھے لگ جائے جس کی وہ عبادت کرتا تھا۔" تو اللہ کے سوا بتوں اور خودساختہ مقدسات کی عبادت کرنے والے سب دوزخ میں جا پڑیں گے؛ حتی کہ جب صرف اللہ پاک کی عبادت کرنے والے باقی رہیں گے، خواہ نیک ہوں یا بد، اور باقی ماندہ اہل کتاب۔ ان میں سے یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا" تم کس کی عبادت کرتے تھے؟" وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر علیہ السلام کی عبات کرتے تھے۔ تو انہیں کہا جائے گا:" تم نے جھوٹ بولا: اللہ پاک کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟" وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگ رہی ہے، ہمیں پانی پلا! تب انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیوں نہ پانی کے لیے چلے جائیں! پھر انہیں اکٹھا کر کے دوزخ کی جانب لے جایا جائے گا کہ جیسے کہ وہ سراب ہے، جبکہ (دراصل وہ عذاب کے مارے) ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوں گے، تب وہ آگ میں گر جائیں گے۔ پھر نصرانیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا" تم کس چیز کی عبادت کرتے تھے؟" وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا" تم نے غلط کہا، اللہ پاک کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔" پھر ان سے کہا جائے گا" تم

کیا خواہش رکھتے ہو؟'' وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف اشارہ کیا جائے گا کہ پانی کی طرف چلو! پھر انہیں جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا، جیسے کہ وہ سراب ہو، درحقیقت وہ (تکلیف کے مارے) ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوں گے۔ پھر وہ آگ میں گر جائیں گے۔

اب صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے باقی رہ جائیں گے، خواہ نیک ہوں یا بد۔ رب العالمین ان کے پاس تشریف لائے گا جو ہر عیب سے پاک اور بلند و بالا ہے۔ پہلی بار محشر میں دیکھی ہوئی صورت سے مختلف نظر آئے گا اللہ پاک فرمائے گا ''تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ ہر امت اپنے اپنے معبود کے پیچھے چل پڑی ہے؟!'' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم دنیا میں ان لوگوں سے الگ تھلگ رہے ہیں، جبکہ ہم ان کے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا ہے۔ حتی کہ بعض افراد (درستی سے) پلٹ جانے کے قریب ہوں گے۔

پھر اللہ فرمائے گا ''کیا تمہارے اور اس ذات کے درمیان پہچان کی کوئی علامت ہے، جس سے تم اسے پہچان سکیں؟'' وہ کہیں گے: ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مبارک پنڈلی کھول دے گا، تو ہر وہ شخص جو خالص اللہ کے لیے سجدہ کیا کرتا تھا' اسے اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور جو کوئی تقیہ یا دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ ایک ہی ہڈی کی طرح (ٹھوس، بے لچک) کر دے گا، جیسے ہی سجدہ کرنا چاہے گا' گدی کے بل گر پڑے گا۔ پھر اہل ایمان سجدے سے سر اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ پہلی بار دیکھی ہوئی شکل میں نظر آئے گا، ارشاد فرمائے گا: ''میں تمہارا رب ہوں۔'' وہ عرض کریں گے: واقعی تو ہمارا رب ہے۔

پھر جہنم کے اوپر پل رکھ دیا جائے گا اور شفاعت کا موقع آئے گا۔ اور شفاعت کرنے والے دعا مانگیں گے: ''اے میرے اللہ! (امت کو) سلامتی عطا کر، سلامتی عطا کر۔''

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: یہ پل کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھسلن والا، لچک دار، اس میں اچکنے والے ہُک (آنکڑے) اور سعدانی کانٹے ہوں گے۔ جیسے نجد میں ہوتے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں جسے سعدان کہتے ہیں۔ اب مؤمن (اپنے اپنے عمل و تقویٰ کے حساب سے) پلک جھپکنے میں، بجلی چمکنے کی مانند، آندھی کی طرح، پرندے کی طرح، عمدہ تیز رو گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح پل صراط پار فرمائیں گے۔ پھر کچھ لوگ (چل کر) سلامتی کے ساتھ نجات پانے والے ہوں گے اور کچھ' زخموں سے چور ہو کر بمشکل نجات پائیں گے اور کچھ کو جہنم میں ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا جائے گا......''

تشریح :

دنیا میں دیدارِ الٰہی: صحابہ کرام ﷺ نے قیامت کے دن دیدارِ الٰہی کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ عقیدہ سکھلایا تھا کہ اس دنیا میں کوئی اللہ کا دیدار نہیں کرسکتا۔ جیسے کہ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ [الأعراف ۱۴۳]، ﴿لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ﴾[الأنعام ۱۰۳]اور ارشادِ نبوی ہے: "تَعَلَّمُوْا أنّهُ لنْ یری أحدٌ مِنکم ربَّه عزَّوجلَّ حتٰی یموتَ"[صحیح مسلم، الفتن ذکر ابن صیاد عن بعض الأصحاب ۱۸/ ۵۵-۵۶ سنن ابن ماجه، الفتن، باب ۲۳ ح۴۰۷۷ عن أبی أمامة ﷺ]

آخرت میں دیدارِ الٰہی: رسول اللہ ﷺ نے صریح ترین الفاظ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی وضاحت فرمائی۔ اس مسئلے پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے، حتی کہ اشعری اور ماتریدی مذہب والے اللہ کے لیے جہت کا انکار کرنے کے باوجود اس عقیدے کے قائل ہیں۔ جہمیہ اور معتزلہ فرقے اس کا انکار کرتے ہیں؛ اور واقعی ایسے باطل پرست اللہ پاک کا دیدار کرنے کے اہل ہی نہیں۔

اللہ پاک کے ساتھ کوئی تشبیہ نہیں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صاف موسم میں دن کو سورج اور چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں سہولت اور وضاحت کا تذکرہ فرمایا۔ اس سے کوئی یہ سمجھنے کی حماقت نہ کرے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو سورج یا چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ﴾ [الشوریٰ ۱۱] "اس کی طرح کوئی بھی چیز نہیں۔"

اس حدیث شریف میں یا کسی اور نص شرعی میں اللہ تعالیٰ کو سورج یا چاند سے تشبیہ نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے ہماری آنکھوں سے ان دونوں مخلوقات کو سہولت کے ساتھ ہر جگہ سے یکساں اور واضح **دیکھنے کے عمل** کی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کو **دیکھنے کے عمل** سے تشبیہ دی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ایک کے بجائے دو چیزوں کو **دیکھنے کی** مثالیں دیں۔

ہر عابد اپنے معبود کے پیچھے چلے گا: مخلوق پرستوں کو میدانِ محشر سے سیدھے دوزخ میں گرانے کے لیے ان کے باطل معبودوں کو آگے بھیجا جائے گا۔ ان میں بت، سورج، چاند، ستارہ اور مخصوص مقاماتِ عبادت (الأنصاب) شامل ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ لَوْ کَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَکُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾[الأنبیاء ۹۸-۹۹] "اللہ کے سوا جن چیزوں کی تم عبادت

کرتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہوں گے، تم سب وہیں جانے والے ہو۔ اگر یہ معبود برحق ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، اور سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ ان مخلوقات، مورتیں، مقامات اور قبروں کا کوئی قصور نہیں؛ لیکن ان کے پجاریوں کو ذلیل اور ناامید کرنے کے لیے انہیں بھی ان پجاریوں کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا" [تفسیر مجمع الملك ص ٩٠٦]

اشکال اور اس کا ازالہ: شرک وبدعت کے دلدل میں پھنسے ہوئے باطل پرست عموماً اللہ پاک کے نیک بندوں کو حاجت روا، مشکل کشا جیسے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کا حامل سمجھ کر پکارتے ہیں۔ اب کیا ان نیکوکار فرزندانِ توحید کو بھی مشرکین کے ساتھ...... ؟! قرآن وحدیث میں اس وہم کا بطلان واضح کر دیا گیا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾ [سورة الأنبياء ١٠١-١٠٣] "یقیناً وہ (اولیائے الٰہی) جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ثابت ہو چکی ہے، اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ تو اس کی بھنک بھی نہ سن پائیں گے اور اپنی پسندیدہ چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں تو بڑی گھبراہٹ کا دن (روز قیامت) بھی غمگین نہ کر سکے گا۔ اور فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے عرض کریں گے: یہ وہی دن ہے جس کا آپ لوگوں سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔"

زیر درس حدیث شریف میں بھی اس کی وضاحت ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ، حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر مدد کے لیے پکارنے والوں کے دعویٰ پر کہا جائے گا کہ تمہارا ان کو اللہ کا بیٹا کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ پھر ان کے پجاریوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

(پانی کے لیے) گھاٹ پر چلنے کا اشارہ: شرک وبدعت کے مرتکب یہود ونصاریٰ جو اپنے خود ساختہ عقائد اور تقلیدی مذاہب پر ڈٹے رہے، اور بلاتعصب کتاب وحکمت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ اس جرم کی جزا اسی جرم کی جنس سے دیتے ہوئے انہیں جہنم سراب کی شکل میں دکھاتے ہوئے چلنے کا اشارہ کیا جائے گا اور وہ پیاس کے مارے اس میں کود پڑیں گے۔ یعنی: ﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝﴾ [الأنفال ٣٠]

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر " فيتمثل لصاحبِ التصاويرِ تصاويرُه" بزرگانِ دین کی تصویریں پوجنے والوں کے لیے ان کی تصاویر کو جسمانی شکل دے کر ان کے آگے دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ [الترمذي وصححه

الألبانی فی صحیح الترمذی ح:۲۵۵۷، صحیح الجامع الصغیر ح:۸۰۲]

امام ابن العربیؒ نے کہا: یہ تمثیل (شکل میں ڈھالنا) ان مشرکوں کے لیے معاملہ مشتبہ کرنے کی خاطر ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمثیل صرف ان کی ہو' جو عذاب کے مستحق نہیں۔ اور جو اس عذاب کے حقدار ہیں' وہ بذاتِ خود اپنے پجاریوں کے آگے آگے دوزخ میں جا پڑیں گے۔ ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾

[فتح الباری ۱۱/۴۵۷]

اللہ تعالیٰ ایسی شکل میں نظر آئے گا' جسے وہ پہچان نہ سکیں گے: حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے: "فی صورةٍ غیرِ صورتِه التی رأوہُ فیها أولَ مرةٍ" [البخاری التوحید باب قوله ﴿وجوه یومئذ ناضرة﴾] "ایسی شکل میں جو پہلے دیکھی ہوئی صورت سے مختلف ہوگی۔"

وہ پہلی صورت کیا ہے؟ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَّقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○﴾ [القلم ۴۱-۴۲] "جس دن پنڈلی شریف سے (نورانی) پردہ اٹھایا جائے گا اور ان لوگوں کو سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے گی، تو وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھوں پر وحشت طاری ہوگی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ اور یہی لوگ یقیناً (دنیاوی زندگی میں) سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے، جبکہ وہ تندرست و توانا تھے۔"

ابراہیم التیمیؒ اور سعید بن جبیرؒ کا بیان ہے کہ دنیا میں سجدے کی دعوت سے مراد اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہ کر نماز باجماعت کے لیے بلایا جانا ہے۔ [تفسیر القرآن العظیم، تفسیر فتح القدیر]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: "يَكشفُ رَبُّنا عن ساقِه فيسجدُ له كلُّ مؤمنٍ ومؤمنةٍ ويبقى مَن كانَ يسجدُ في الدنيا رياءً وسمعةً فيذهبُ ليسجدَ فيعودُ ظهرُه طبقاً واحدًا." [البخاری کتاب التفسیر ﴿یوم یکشف عن ساق﴾]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ "یعنی عن نورٍ عظیمٍ یخرونَ له سجداً." [تفسیر الطبری ۲۳/۵۵۹ ط:أحمد شاکر، ۲۳/۱۹۵ ط:دارهجر، مسند أبی یعلی باب: یوم یکشف عن ساق، وفیه راوٍ مبهمٌ، تفسیر القرآن العظیم ۴/ ۵۲۴]

امام شوکانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں:

{1} ﴿یَوْمَ یُکْشَفُ﴾ یہ ﴿فَلْیَأْتُوا بِشُرَکَآئِھِمْ﴾ کا ظرف ہے۔ یعنی وہ اپنے شریکوں کو قیامت کے دن (نجات دلانے کے لیے لاسکیں تو) لے آئیں! {2} (یـوم) ایک فعل مقدر کا ظرف ہے۔ یعنی وہ اس دن کو (یاد کریں) جب معاملہ شدید ہوگا۔ کیونکہ "کشف عَـنْ سَـاقٍ" لغت میں کسی معاملے کے سنگین اور خطرناک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ {3} "سـاقُ الشیٔ": اصل اور ستون کو کہتے ہیں، جیسے سـاقُ الشـجرۃِ: درخت کا تنا۔ اس طرح سـاقُ الإنسـان (انسان کی پنڈلی) سے مراد پوشیدہ حقائق کا ظاہر ہونا ہے۔ {4} کشفُ السـاقِ سے مراد قربت ہے، یعنی قریب لائے جائیں گے۔ {5} ساق جھنم یعنی دوزخ کی پنڈلی مراد ہے۔ {6} اللہ پاک اپنے نور کا اظہار فرمائے گا۔

امام شوکانیؒ نے کہا کہ بحث کے آخر میں حق بات سامنے آئے گی۔ [فتح القدیر ٥/ ٢٧٥]

پھر آخر میں زیر درس حدیث کا متعلقہ حصہ لاکر اس کی صحت پر زور دیا۔ اور اس کی تائید میں یہ روایات لائے:

{1} ابن مندہؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے: "یکشِفُ اللهُ عزوجل عن ساقِه."

{2} عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن مندہؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے: "یَـکشفُ عن ساقِه تبارک وتعالٰی." ایک اور روایت میں ہے: "یَـکشِف عـن سـاقِه فیسجدُ کلُّ مؤمنٍ ویقسُو ظهرُ الکافرِ فیصیرُ عظمًا واحدًا." "اللہ پاک کی پنڈلی شریف ظاہر ہوگی تو ہر مؤمن سجدہ کرے گا۔ اور کافر کی پیٹھ ایک ہی ہڈی کی طرح سخت ہو جائے گی۔"

{3} ابو یعلیٰؒ، ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکرؒ نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے: "عن نورٍ عظیمٍ فیخرون له سجدا." بیہقیؒ نے روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے؛ لیکن صحیح وصریح احادیث نبویہ سے یہی مفہوم ثابت ہے۔

آخر میں امام شوکانیؒ نے فرمایا: "یقیناً اللہ پاک نے ہمیں اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت (متفق علیہ) حدیث کے ذریعے بے محتاج کر دیا ہے۔ وذلکَ لا یستلزمُ تجسیمًا ولا تشبیهًا، فلیسَ کمثلِه شیٔ." "اور یہ حدیث اللہ پاک کے لیے جسم کو لازم کرتی ہے نہ تشبیہ کو، کیونکہ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔"

دَعُـوْا کلَّ قولٍ عندَ قولِ محمدٍ ۔۔۔ فمَـا آمِنٌ فـی دینِه کمُخاطِرِ

"قول محمد ﷺ کے مقابلے میں ہر قول کو چھوڑ دو، پس اپنے دین میں اس ﷺ پر ایمان لانے والا (باطل)

خیالات میں کھوئے رہنے والے کی طرح نہیں ہے۔"

ابن المنذرؒ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ﴾ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ کفار ہیں، جنہیں دنیا میں پر امن حالت میں دعوت دی گئی، اور آج خوف کے عالم میں دعوت دی جارہی ہے۔

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں آپ ﷺ سے روایت کی ہے: "آدمی اذان سنتا ہے اور نماز کی دعوت قبول نہیں کرتا" (یعنی نماز باجماعت ادا نہیں کرتا)۔[فتح الباری ٥/٢٧٧-٢٧٨]

امام شوکانیؒ نے اس مقام پر متفق علیہ حدیث کی روشنی میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کو ترجیح دی ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ورنہ آپ ایسے اکثر مواقع پر تقریباً اشعری مذہب کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں۔

"تجسیم" وغیرہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "جسم" کتابِ الٰہی وسنت نبویہ سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ اسماء وصفاتِ الٰہی توقیفی ہیں، ان میں قیاس کرنا حرام ہے۔ اسی لیے نصوصِ قرآن وحدیث کی رُو سے ثابت شدہ "وجود" تسلیم کرتے ہیں، جو اس ذات عالی کے شایانِ شان اور جلال وعظمت کے لائق وزیبا ہے، اور مخلوقات کی مشابہت سے اور ہر نقص وعیب سے بالکل پاک ہے۔

نور کا عطا ہونا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "فينطلقُ بهم ويتبعونه ويُعطي كلَّ إنسانٍ منهم منافقٍ أو مؤمنٍ نورًا ثم يتبعونه" اللہ پاک اپنی عبادت کرنے والوں کو لے جائے گا اور وہ اس کے حکم پر چلیں گے اور ان میں سے ہر انسان کو نور عطا کیا جائے گا منافق اور مؤمن سب کو۔ "وعلىٰ جسرِ جهنمَ كلاليبُ وحسكٌ تأخذُ مَن شاءَ اللهُ، ثم يُطفأ نورُ المنافقينَ ثم ينجو المؤمنونَ." اور جہنم کے پل صراط پر کنڈے اور کانٹے نصب شدہ ہیں، جو مشیت الٰہی کے مطابق گناہگاروں کو گرفتار کرلیں گے، پھر منافقوں کا نور بجھا دیا جائے گا اور مؤمن لوگ نجات پائیں گے۔" [مسلم، الایمان ٣/٤٨ ح٣١٦ باب آخر أهل النار خروجا]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ بابرکت وبلند ذات لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا، تب ایماندار لوگ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ جنت ان کے نزدیک کردی جائے گی۔ (دخول جنت کی آرزو میں طلب شفاعت کے لیے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے والد بزرگوار! ہمارے لیے جنت کھلوائیے۔ آپ کہیں گے: کیا تمہیں جنت سے نکال دینے کا سبب